106044 ـ سودی کاروبار کرنے والے سے شادی کرنا

سوال

میرے لیے ایك سودی کاروبار کرنے والے شخص کا رشتہ آیا ہے کیا میں اس سے شادی کرنا قبول کر لوں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

سود کبیرہ گناہ ہے، اور یہ ایسا گناہ ہے جس کی حرمت کسی مسلمان پر مخفی نہیں، لیکن دنیاوی طمع و لالچ اور زیادہ مال کا حصول ہی لوگوں کو اس گناہ میں ان نافرمانوں کو لگائے ہوئے ہے، جس کی بنا پر وہ اللہ کی ناراضگی و غضب کا شکار بھی ہو رہے ہیں اور اس کے باعث سزا کے بھی مستحق ٹھر رہے ہیں.

سود لینے اور دینے والا دونوں ہی لعنتی ہیں، اور ان دونوں کو برابر کا گناہ حاصل ہوتا ہے، سود خور وہ شخص ہے جو سود پر قرض دے یعنی مال دے کر زیادہ حاصل کرے، اور سود کھلانے والا وہ ہے جو سود پر قرض لیتا ہے.

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بہت سارے لوگ اس گناہ میں پڑے ہوئے ہیں، اور اس سے بھی زیادہ خطرناك بات یہ ہے کہ اس کی حرمت کو بہت ہی چھوٹا سمجھا جاتا ہے، آپ دیکھیں گے کہ لوگ ایك دوسرے سے سوال کرتے پھرتے ہیں کہ وہ اپنا مال کہاں رکھتے ہیں ؟ اور تم اس پر کتنا فائدہ لے رہے ہو! اور جھگڑا ہوتا ہے کہ کونسا بینك اچھا ہے اس پر بحثیں ہوتی ہیں، اور سب سے اچھی اور بہتر کونسی ہے.

اور اگر یہ لوگ اپنی حالت کے متعلق سوچیں اور اپنی کلام کی حقیقت کو پہچانیں تو انہیں علم ہو جائے کہ وہ تو ایسا کام کر رہے ہیں جو سود سے بھی زیادہ گناہ کا باعث ہے اور وہ اس کو کم سمجھنا، اللہ ہی مدد کرنے والا ہے.

دوم:

جس شخص کا آپ کے لیے رشتہ آیا ہے اس کے متعلق گزارش ہے کہ:

اگر تو اس کی حالت مختلف ہونے کی بنا پر اس کا معاملہ مختلف ہو سکتا ہے، کیا اس کا یہ سودی کاروبار شادی کے بعد بھی جاری رہے گا، یا کہ وہ نادم ہے اور اس سے توبہ کر لیگا ؟

اگر تو پہلی حالت ہے تو ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ اس کو بطور خاوند قبول مت کریں، کیونکہ وہ اپنے کبیرہ گناہ پر مصر ہے.

اور اگر اس کی دوسری حالت ہے تو پھر اسے بطور خاوند قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ اس کی سچی توبہ کرنے میں اس کی معاونت و مدد کرنی واجب ہے تا کہ وہ اس سودی قرض سے چھٹکارا حاصل کر سکے، یا پھر اس سے چھٹکارا حاصل کرلے جس کے نتیجہ میں زیادہ سود دینا پڑیگا.

ہماری نصیحت ہے کہ آپ ایسے شخص کو قبول مت کریں جو سودی کاروبار کرتا ہے حتی کہ جب تك وہ اپنے اس حرام عمل سے توبہ کا اعلان نہیں کرتا.

نیك و صالح خاوند کی صفات دیکھنے کے لیے آپ درج ذیل دو سوالات کے جوابات کا مطالعہ کریں:

سوال نمبر (8412) اور (5202).

واللہ اعلم.